کلمہ لا الہ الا اللہ بہت ہی عظیم کلمہ ہے، زبان پر تو بہت ہلکا ہے
مگر میزان میں بہت وزنی ہوگا

شرح تفسیر كلمة التوحيد

للشیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ

شارح:

شیخ صالح بن فوزان الفوزان حفظہ اللہ

مترجم:

د/ اجمل منظور المدنی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شیخ محمد بن عبد الوھاب رحمہ اللہ سے کلمہ لا الہ الا اللہ کا مطلب پوچھا گیا تو آپ نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ جان لو! اللہ تم پر رحم فرمائے، یہی کلمہ کفر اور اسلام کے درمیان تفریق کرنے والا ہے۔

الشرح:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على نبينا محمد وعلى آله واصحابه اجمعين، وبعد:

کلمہ لا الہ الا اللہ بہت ہی عظیم کلمہ ہے، زبان پر تو بہت ہلکا ہے مگر میزان میں بہت وزنی ہوگا؛ کیونکہ فی الواقع یہی اسلام کا عنوان ہے، مگر یہ صرف زبان سے ادائیگی کا نام نہیں ہے، بلکہ اسکا مفہوم اور تقاضہ ہے، اسکے ارکان اور شروط ہیں، جن کی معرفت ضروری ہے، اگر مجرد زبان سے ادائیگی مقصود ہوتا تو پھر ہر کہنے والا مسلمان ہوتا، کیوں کہ زبان سے لا الہ الا اللہ کہنا بہت ہی آسان ہے، کوئی بھی اسے اپنی سے ادا کردے اور مسلمان ہوجائے خواہ کچھ عمل کرے یا نہ کرے، اسلئے یہ بہت ہی عظیم کلمہ ہے، اسکا مفہوم اور تقاضہ ہے، اسکے ارکان اور شروط ہیں، جن کی معرفت ضروری ہے، اور ان سب کا پورا کرنا بھی ضروری ہے، اس کے بغیر اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

اس کلمہ کے متعدد نام ہیں، انہیں میں سے ایک نام کلمہ اخلاص ہے؛ کیونکہ یہ کلمہ شرک باللہ سے دور کرتا ہے اور عبادت کو صرف اللہ کیلئے خالص کرتا ہے، اسی لئے اسے کلمہ اخلاص کہتے ہیں، یعنی توحید میں اخلاص، عبادت میں اخلاص اور شرک باللہ سے اجتناب۔

اسی طرح ایک نام کلمہ تقوی بھی ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے: (إِذْ جَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَى رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَى وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا) ترجمہ: جب ان لوگوں نے جنھوں نے کفر کیا، اپنے دلوں میں ضد رکھ لی، جو جاہلیت کی ضد تھی تو اللہ نے اپنی سکینت اپنے رسول پر اور ایمان والوں پر اتار دی اور انھیں تقویٰ کی بات پر قائم رکھا اور وہ اس کے زیادہ حق دار اور اس کے لائق تھے اور اللہ ہمیشہ سے ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔ (الفتح: ۲۶)۔

اور کلمہ تقوی یہی کلمہ " لا الہ الا اللہ " ہے، اسلئے کہ اخلاص کے ساتھ جو اس کلمے کا اقرار کرتا ہے اسے یہ دوزخ کی آگ سے بچاتا ہے، اور اس لئے کہ یہ کلمہ نیک اعمال کا متقاضی ہے، کیونکہ تقوی نیکیوں اور اطاعت کے کاموں میں سے ہے، بلکہ یہ تقوی تمام نیک اعمال کا سبب ہے اسی لئے اسے کلمہ تقوی کہتے ہیں۔

اسی طرح یہ کلمہ توحید" العروۃ الوثقی" یعنی مضبوط کڑے سے بھی معروف ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے: (لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ) ترجمہ: دین میں کوئی زبردستی نہیں، بلاشبہ ہدایت گمراہی سے صاف واضح ہو چکی، پھر جو کوئی باطل معبود کا انکار کرے اور اللہ پر ایمان لائے تو یقینا اس نے مضبوط کڑے کو تھام لیا، جسے کسی صورت ٹوٹنا نہیں اور اللہ سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔ (البقرہ: ۲۵۶)۔

اللہ کا فرمان: (جو کوئی باطل معبود کا انکار کرے اور اللہ پر ایمان لائے) یہی کلمہ " لا الہ الا اللہ " کا معنی ہے، اور یہی کلمہ " لا الہ الا اللہ " کا تقاضہ بھی ہے اسی لئے اسے مضبوط کڑا کہتے ہیں۔

اسی طرح جیسا کہ شیخ نے کہا یہی کلمہ کفر اور اسلام کے درمیان تفریق کرنے والا ہے، چنانچہ جو اس کا

اسکا کرے گا اسکا علم رکھتے ہوئے اور اسکے تقاضوں پر عمل کرتے ہوئے وہ مسلمان ہوگا،لیکن جو اسکا اقرار کرنے سے انکار کرے گا یا یہ کلمہ کہے مگر اسکا معنی مطلب نہ جانتا ہو، یا یہ کلمہ کہے مگر اسکے تقاضوں پر عمل نہ کرے تو وہ بھی مسلمان نہیں ہوگا جب تک کہ اسکا معنی مطلب نہ سمجھ لے اور ظاہر و باطن ہر سطح پر اسکے تقاضوں پر عمل نہ کرے۔

اس کلمہ توحید توحید " لا الہ الا اللہ" کو کلمہ اخلاص، کلمہ تقوی، عروہ وثقی اور کفر و اسلام کے درمیان تفریق کرنے والا کلمہ کہتے ہیں، کیوں کہ بہت سارے لوگ اس کلمے کے تقاضوں کا اہتمام نہیں کرتے، باوجودیکہ وہ زبان سے بکثرت یہ کلمہ کہتے ہیں اور اس کا ذکر بھی کرتے ہیں جیسے صوفیاء، چنانچہ ان کے صبح وشام کے اوراد و وظائف کے اندر ہزاروں بار یہ کلمہ " لا الہ الا اللہ" آتا ہے، لیکن وہ غیر اللہ کو بھی پکارتے ہیں، اسی لئے انہیں اس کلمے کا کوئی فائدہ نہیں ملتا ہے، کیونکہ اسکے تقاضوں پر یہ عمل نہیں کرتے ہیں، یعنی وہ اسے کہتے ہیں، اپنے اوراد و وظائف میں اسے پڑھتے ہیں اور بکثرت اسکا استعمال کرتے ہیں مگر ساتھ میں یہ مردوں کو پکارتے ہیں، اہل قبور سے استغاثہ کرتے ہیں، اور ان مشائخ تصوف کی اطاعت کرتے ہیں جو انکے لئے ایسی خاص عبادات مشروع کرتے ہیں جنہیں اللہ اور اسکے رسول نے مشروع نہیں کیا ہے، یہ دینی احکام وشرائع کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں بلکہ اپنے مشائخ سے لیتے ہیں، لہٰذا وہ گرچہ "لا الہ الا اللہ" کا بکثرت ورد کرتے ہیں لیکن یہ انکے لئے کچھ بھی مفید نہیں ہوتا ہے۔

بعض صوفیاء تو ایسے بھی ہیں جو اس کلمہ کو مکمل نہیں کہتے ہیں، اور پھر یہ گمان کرتے ہیں کہ یہی خواص الخواص میں سے ہیں، یہ پورا کلمہ "لا الہ الا اللہ" نہیں کہتے ہیں بلکہ یہ صرف (اللہ اللہ) کہتے ہیں، یہی انکا ذکر ہے، جبکہ ذکر کیلئے جملہ مفیدہ ضروری ہے، مجرد اسم مفرد کے ورد سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا، بلکہ بعض تو ایسے بھی ہیں جو لفظ جلالہ کا ذکر نہ کرکے اسکی جگہ ضمیر غائب (ھو) کا ورد کرتے ہیں اسکا بھی کوئی فائدہ نہیں ہوگا کیونکہ یہ سب کلمہ کے ساتھ کھلواڑ ہے، اسلئے ان امور پر تنبیہ ضروری ہے، اسلئے کہ شیطان کو جب معلوم ہوا

کہ یہی اسلام کا اصل کلمہ ہے، اور لوگ اس سے بیحد رغبت رکھتے ہیں اسکا ورد بکثرت کرتے ہیں، تو اس نے ان حیلوں سے لوگوں کو اس اہم کلمے سے پھیر دیا، اور اسکی جگہ اس طرح وسوسوں اور بے مطلب جملوں میں لگا دیا، لہذا یہ سب شیطانی وسوسہ ہے، اس عظیم کلمے کے ساتھ اس کے کھلواڑ کیا ہے، اس لئے اس سے متنبہ رہنے کی ضرورت ہے۔

اسی طرح بعض لوگوں کو شیطان مطلق طور پر اس کلمے سے غافل کر دیتا ہے یہاں تک کہ وہ اسکا استعمال بہت کم کرتے ہیں، حالانکہ یہ کلمہ میزان میں بہت بھاری ہوگا پھر بھی یہ لوگ اسکا ذکر بہت کم کرتے ہیں، جیسا کہ کتاب التوحید کے اندر وارد ہوا ہے کہ اگر اس کلمہ کو ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور آسمان وزمین اور ساری چیزوں کو دوسرے پلڑے میں تو کلمہ "لا الہ الا اللہ" کا پلڑا بھاری ہو جائے گا، یعنی یہ کلمہ کائنات کی تمام چیزوں سے بھاری ہے، یہ بہت ہی عظیم کلمہ ہے، لیکن بہت کم لوگ اس سے واقف ہیں اور بہت کم لوگ اسکا ذکر کرتے ہیں، یہ اللہ کی توفیق ہے۔



شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

یہ کلمہ تقوی ہے، یہی مضبوط کڑا ہے، یہی وہ کلمہ ہے جسے ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بعد اپنی نسل میں چھوڑا تھا تاکہ اس کی طرف لوگ رجوع کریں۔

الشرح:

ابراہیم علیہ السلام نے کلمہ "لا الہ الا اللہ" کو مراد لیا تھا جس کا ذکر اللہ نے قرآن میں کیا ہے، ارشاد باری تعالی ہے: (وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ إِنَّنِي بَرَاءٌ مِمَّا تَعْبُدُونَ [26] إِلَّا الَّذِي فَطَرَنِي فَإِنَّهُ سَيَهْدِينِ [27] وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ) ترجمہ: اور جب ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا بے شک میں ان چیزوں سے بالکل بری ہوں جن کی تم عبادت کرتے ہو۔ [26] سوائے اس کے جس نے مجھے پیدا کیا، پس بے شک وہ مجھے ضرور راستہ دکھائے گا۔ [27] اور اس نے اس (توحید کی بات) کو اپنے پچھلوں میں باقی رہنے والی بات بنا دیا، تاکہ وہ رجوع کریں۔ (الزخرف: ۲۸)۔

چنانچہ یہ کلمہ آپ کی ذریت میں باقی رہا، نہ تو سب نے ایک اسے چھوڑ رکھا تھا اور نہ ہی سب نے شرک کیا تھا، بلکہ کچھ لوگ اس کلمے پر جمے رہے، گرچہ انکی تعداد بہت کم تھی، اور جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی تو اسی کلمے کے ساتھ ہوئی، جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: (أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ، حَتَّى يَقُولُوا، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَمَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَقَدْ عَصَمَ مِنِّي، مَالَهُ، وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ، وَحِسَابُهُ عَلَى اللَّهِ) ترجمہ: مجھ کو حکم ہوا ہے لوگوں سے لڑنے کا یہاں تک کہ وہ (لَآ اِلٰهَ اِلّا اللہ) کہیں۔ پھر جس نے (لَآ اِلٰهَ اِلّا اللہ) کہا اس نے مجھ سے اپنے مال اور

جان کو بچا لیا مگر کسی نے حق کے بدلے (یعنی کسی قصور کے بدلے جیسے زنا کرے یا خون کرے تو پکڑا جائے گا) پھر حساب اس کا اللہ پر ہے۔(صحیح مسلم:۲۰)۔

چنانچہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسی کلمہ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کے ساتھ مبعوث کئے گئے، وہ کلمہ جسے ابراہیم علیہ السلام نے اپنی نسل میں چھوڑا تھا، اور جو آ کر تک باقی رہا، اور خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے ہیں، اللہ نے آپ کو اسی کلمے کے ساتھ بھیجا جسکی آپ نے لوگوں کو دعوت دی، اسی بنیاد پر لوگوں سے قتال کیا، چنانچہ یہ بہت ہی عظیم کلمہ ہے۔

اللہ نے فرمایا: (تا کہ لوگ اسکی طرف لوٹ آئیں) اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے بہت سارے لوگ اسکی طرف لوٹ آئے، چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو آپ نے اس کلمے کی طرف لوگوں کو دعوت دی، آپ نے خود اس پر عمل کیا اور اسے پور کیا، بلکہ تمام انبیاء ورسل اسی مقصد سے مبعوث لئے گیے، جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے: (وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ) ترجمہ: اور بلاشبہ یقینا ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو۔(النحل:۳۶)۔

یہی "لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللّٰهُ" کا مفہوم ہے، اسی طرح کلمہ کے نفی واثبات کا مفہوم اس آیت کے اندر موجود ہے: (وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ) ترجمہ: اور ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس کی طرف یہ وحی کرتے تھے کہ حقیقت یہ ہے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں، سو میری عبادت کرو۔(الانبیاء:۲۵)۔

مزید ارشاد باری تعالی ہے: (يُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ بِالرُّوحِ مِنْ أَمْرِهِ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ أَنْ أَنْذِرُوا أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاتَّقُونِ) ترجمہ: وہ فرشتوں کو وحی کے ساتھ اپنے حکم سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے نازل کرتا ہے کہ خبردار کردو کہ حقیقت یہ ہے کہ میرے سوا کوئی معبود

نہیں، سو مجھ سے ڈرو۔(النحل:۲)۔

تمام رسولوں کو کلمہ "لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللّٰهُ" کے ساتھ مبعوث کیا گیا، لیکن ابراہیم علیہ السلام کی نسل میں اسے باقی رکھا گیا جو کہ تا قیامت باقی رہے گا، اور لوگ علم وعمل کے ساتھ اسکے تقاضوں کو پورا کرتے رہیں گے گرچہ اکثریت اس سے اعراض کرنے والے ہوں گے۔



شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

یہاں یہ مراد اور مقصد نہیں ہیکہ اسے صرف زبان سے ادا کیا جائے اور اس کے معنی ومفہوم کا کچھ پتہ نہ ہو۔

الشرح:

یعنی "لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰہُ" کو بغیر سمجھے صرف زبان سے اس کی ادائیگی کا نام نہیں ہے، بلکہ ضروری ہیکہ آپ اسے کلمہ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰہُ" کا معنی ومطلب سیکھیں، اگر صرف زبانی کہیں گے اور اس کا معنی ومطلب نہیں سمجھیں گے تو گویا آپ اسکے مدلول پر اعتقاد نہیں رکھیں گے،اور یہ حقیقت ہے کہ جس چیز کو آپ جانتے نہیں اس پر اعتقاد کیسے رکھیں گے، اسلئے ضروری ہیکہ آپ اسے جانیں تا کہ اس پر اعتقاد رکھ سکیں، جسے آپ اپنی زبان سے ادا کرتے ہیں اس پر دل سے بھی اعتقاد رکھیں، چنانچہ بغیر سمجھے صرف زبان سے اس کی ادائیگی آپ کو کوئی فائدہ نہیں پہونچائے گی۔

اسی طرح صرف زبان سے ادائیگی اور دل سے اعتقاد کرنا بھی کافی نہیں ہے بلکہ اسکے تقاضوں پر عمل کرنا ضروری ہے، اور یہ اس وقت ہوگا جب عبادت میں اخلاص ہوگا،شرک نہیں ہوگا، اس طرح کلمہ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰہُ" زبانی اقرار،علم اور عمل کا نام ہے،صرف زبانی اقرار کا نام نہیں ہے۔

جبکہ مرجئہ کہتے ہیں کہ کلمہ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰہُ" کا صرف زبان سے آدائیگی کافی ہے، یا زبانی اقرار کے ساتھ صرف قلبی اعتقاد کافی ہے، عمل ضروری نہیں ہے، چنانچہ انکے نزدیک اگر کوئی صرف زبان سے اقرار کرلے گر چہ عمل کچھ بھی نہ کرے وہ اہل جنت میں سے ہوگا، یعنی گر چہ وہ نماز نہ پڑھے، زکاۃ ادا نہ کرے، حج نہ کرے اور روزہ نہ رکھے، ساتھ ہی گر چہ وہ زنا، چوری، شراب نوشی جیسے فواحش ومنکرات کا

ارتکاب کرے، اوراطاعت کے تمام کاموں کوترک کردے، اسلئے کہ انکے یہاں صرف زبانی اقرار ہی کافی ہے، یہ ان مرجئہ کا مذہب اوراعتقاد ہے جوعمل کو حقیقت ایمان سے خارج کرتے ہیں اور عمل کو ایمان سے زائد مانتے ہیں، اگرکیا تو اچھی بات ہے ورنہ کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ کلمہ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" کا اقرار ہی کافی ہے، اور یہ اس ہرکچھ احادیث سے استدلال کرتے ہیں جن سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی کلمہ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" کا زبانی اقرار کرلے تو وہ جنت میں جائے گا،لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف انہیں حدیثوں پر اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ دوسری حدیثیں بھی ہیں جو ان حدیثوں کو مقید کرتی ہیں۔

اورضروری ہیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کو ایک دوسرے میں تطبیق دی جائے، ایسا نہیں ہوتا ہے کہ کسی کو چھوڑ دیا جائے اورکسی کو لے لیا جائے، اسلئے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام بعض بعض کی تفسیر اور وضاحت کرتا ہے، اورکسی حدیث کو لیکر کسی کو چھوڑ دینا اہل ضلالت کا کام ہے جومتشابہ نصوص کے پیچھے پڑتے ہیں اور محکم نصوص کو ترک کردیتے ہیں، جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:(فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ) ترجمہ: جن لوگوں کے دلوں میں تو کجی ہے وہ اس میں سے ان کی پیروی کرتے ہیں جو کئی معنوں میں ملتی جلتی ہیں، فتنے کی تلاش کے لیے اور ان کی اصل مراد کی تلاش کے لیے، حالانکہ ان کی اصل مراد نہیں جانتا مگر اللہ اور جوعلم میں پختہ ہیں وہ کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے،سب ہمارے رب کی طرف سے ہے اور نصیحت قبول نہیں کرتے مگر جوعقلوں والے ہیں۔(آل عمران:۷)۔

اسی طرح حدیث کے اندر وارد ہوا ہے:

عَنْ أَبِي مَالِكٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: " مَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَكَفَرَ بِمَا يُعْبَدُ مِنْ دُونِ اللَّهِ، حَرُمَ مَالُهُ، وَدَمُهُ،

وَحِسَابُهُ عَلَى اللّٰهِ".

ترجمہ: ابو مالک سے روایت ہے کہ اس نے سنا اپنے باپ سے، کہا: سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: "جس شخص نے (لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهِ) کہا اور انکار کیا ان چیزوں کا جن کو پوجتے ہیں سوائے اللہ کے (آدمی ہوں یا جن، اوتار، جھاڑ، پہاڑ یا بت وغیرہ) تو حرام ہو گیا مال اس کا اور خون اس کا، اور اس کا حساب اللہ پر ہے۔" (صحیح مسلم: ۲۳)۔

یہ صحیح روایت ہے پھر اس سے غافل کیوں؟! اسی طرح ایک دوسری جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: (فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، يَبْتَغِي بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ) ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے آگ پر اس کو جو "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ" کہے اور اس کہنے سے اللہ کی رضا چاہتا ہو۔ (صحیح مسلم: ۳۳)۔

چنانچہ جو کلمہ "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ" کا اقرار کرے اور غیر اللہ کی عبادت کا انکار نہ کرے بلکہ وہ اولیاء وصلحاء کو پکارے، تو ایسے شخص کے حق میں کلمہ "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ" کچھ بھی فائدہ نہیں پہونچائے گا، اسلئے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام بعض بعض کی تفسیر اور وضاحت کرتا ہے، اسلئے بعض کو لیکر بعض کو ترک نہیں کر سکتے ہیں، ارشاد باری تعالی ہے: (هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ) ترجمہ: وہی ہے جس نے تجھ پر یہ کتاب اتاری، جس میں سے کچھ آیات محکم ہیں، وہی کتاب کی اصل ہیں اور کچھ دوسری کئی معنوں میں ملتی جلتی ہیں، پھر جن لوگوں کے دلوں میں تو کجی ہے وہ اس میں سے ان کی پیروی کرتے ہیں جو کئی معنوں میں ملتی جلتی ہیں، فتنے کی تلاش کے لیے اور ان کی اصل مراد کی تلاش کے لیے۔ (آل عمران: ۷)۔

چنانچہ جو نصوص انکے حق میں ہوتے ہیں انہیں یہ لے لیتے ہیں اور جو نصوص ان کے حق میں نہیں

ہوتے انہیں یہ ترک کر دیتے ہیں۔

اور یہ کہتے ہیں کہ ہم تو قرآن سے استدلال کرتے ہیں، ہم کہیں گے کہ تم قرآن سے استدلال نہیں کرتے ہو بلکہ اپنے پسند کہ بات لے لیتے ہو اور جو پسند نہیں ہوتا اسے ترک کر دیتے ہو، جبکہ اللہ تعالی فرماتا ہے: (وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ) ترجمہ: اور جو علم میں پختہ ہیں وہ کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے، سب ہمارے رب کی طرف سے ہے اور نصیحت قبول نہیں کرتے مگر جو عقلوں والے ہیں۔(آل عمران: ۷)۔

یعنی یہ محکم اور متشابہ دونوں طرح کے نصوص پر ایمان لاتے ہیں اور یہ متشابہ کو محکم کی طرف پھیرتے ہیں، اور اسکے ذریعے اسکی تفسیر اور وضاحت کرتے ہیں، اسے مقید کرتے ہیں اور اسکے ذریعے تفصیل سمجھتے ہیں، مگر یہ لوگ محکم نصوص کو ترک کر کے صرف متشابہ نصوص کے پیچھے پڑتے ہیں، اور یہ اہل ضلالت کا طریقہ ہے، چنانچہ جو لوگ صرف اسی حدیث کو لیتے ہیں کہ جو "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" کہے گا وہ جنت میں جائے گا، اور اسی پر اکتفا کرتے ہیں، اور ان مطلق حدیثوں کو مقید اور مفصل حدیثوں پر محمول نہیں کرتے ہیں، وہ گمراہ اور اہل انحراف ہیں۔

اسلئے طالب علم پر ضروری ہیکہ وہ از عظیم قاعدہ کو جان لے، کیونکہ یہ دین کی اساس اور بنیاد ہے، یہ مقصود نہیں ہیکہ آپ کسی آیت کو لیکر کسی کو ترک کر دیں، یا کسی حدیث کو لیکر کسی کو ترک کر دیں بلکہ مقصود یہ ہیکہ آپ پورے قرآن پر عمل کریں اور اسی طرح پوری سنت پر عمل کریں، یہی معاملہ اہل علم کے کلام کا بھی ہے، کہ اسکے کسی کلام کو لیکر کسی کو ترک نہیں کیا جائے گا بلکہ اسکے پورے کلام کو دیکھا جائے گا، کیونکہ بعض بعض کو مقید کرتا ہے، ایک طالب علم کیلئے ضروری ہیکہ وہ اس قاعدے پر عمل کرے، اور اہل انحراف اور اہل ضلالت سے آگاہ رہے جو اپنے پسند کے نصوص کو لیتے ہیں اور جو پسند نہیں ہوتا اسے ترک کر دیتے ہیں، خواہ وہ کتاب وسنت کے نصوص ہوں یا اہل علم کے کلام ہوں، اسی طرح یہ اقوال کو کاٹ دیتے ہیں، اور

باقی کو چھوڑ دیتے ہیں، یا کلام کا جو حصہ واضح ہوتا ہے اسے چھوڑ دیتے ہیں، اور جو حصہ مشتبہ ہوتا ہے اسے لے لیتے ہیں، بہت سارے مدعیان علم اس سے غافل ہیں، یا تو گمراہ کرنے کے مقصد سے یا جہالت کی بنیاد پر، اسلئے ان سارے امور کی جانکاری ضروری ہے تاکہ طالب علموں کے پاس اصول وقواعد ہوں۔



شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

کیونکہ کلمہ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ" کا اقرار زبان سے تو منافقین بھی کرتے ہیں مگر وہ دوزخ میں کفار سے بھی نیچے ہوں گے، جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے: (إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ) ترجمہ: بے شک منافق لوگ دوزخ کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے۔ (النساء: ۱۴۵)۔

الشرح:

یہ منافقین جو دوزخ کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے یہ وہی ہیں جو اسلام کو ظاہر کرتے ہیں اور کفر کو چھپاتے ہیں؛ اسلئے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور آپ کے پاس بہت سارے انصار اور مہاجرین اکٹھا ہو گئے اور اسلام طاقتور ہو گیا، اور بدر کے دن اسلام کو جیت بھی حاصل ہو گئی، وہ عظیم واقعہ جسکی خبر پوری دنیا میں پھیل گئی؛ اسلئے کہ اس دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار قریش پر کامیابی ملی تھی وہ قریش جو عربوں کا تاج مانے جاتے تھے، اور عربوں کی نگاہیں انہیں پر ٹکی ہوئی تھیں، چنانچہ جب بدر کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کامیابی ملی اور آپ نے سرداران قریش کو قتل کیا تو اس وقت منافقین کہنے لگے کہ اس وقت تو ہم انصار و مہاجرین اور رسول کے درمیان پھنس چکے ہیں اب ہم کیا کریں؟

چنانچہ انہوں نے حیلہ اپنایا بایں طور کہ انہوں نے بظاہر اسلام قبول کر لیا تا کہ مسلمانوں کے بیچ میں رہ سکیں، اور اپنے جان و مال کی حفاظت کر سکیں، اور یہ جانتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر کا اعتبار کرتے ہیں، کیونکہ دلوں کا حال تو صرف اللہ جانتا ہے، چنانچہ انہوں نے کلمہ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ" کا

زبان سے اقرار کرلیا اور بظاہر رسالت کی گواہی بھی دے دی جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:(إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُولُهُ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَكَاذِبُونَ[1] اتَّخَذُوا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ) ترجمہ: جب منافق تیرے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم شہادت دیتے ہیں کہ تو یقینا اللہ کا رسول ہے اور اللہ جانتا ہے کہ تو یقینا اس کا رسول ہے اور اللہ شہادت دیتا ہے کہ یہ منافق یقینا جھوٹے ہیں۔[1] انھوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنالیا، پس انھوں نے اللہ کی راہ سے روکا۔ یقینا یہ لوگ جو کچھ کرتے رہے ہیں برا ہے۔(المنافقون:۲)۔

چنانچہ منافقین نے جب مسلمانوں کی قوت دیکھی تو وہ اسلام میں بظاہر داخل ہوگئے اور باطن میں کفر ہر باقی رہے، والعیاذ باللہ، اسی لئے اللہ نے انکا ٹھکانہ دوزخ میں کفار سے بھی نیچے رکھا ہے، کیونکہ انکا جرم بہت عظیم ہے، انہوں نے دھوکہ دیا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:(يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ) ترجمہ: اللہ سے دھوکا بازی کرتے ہیں اور ان لوگوں سے جو ایمان لائے، حالانکہ وہ اپنی جانوں کے سوا کسی کو دھوکا نہیں دے رہے اور وہ شعور نہیں رکھتے۔(البقرہ:۹)۔

اب ایک منافق زبان سے "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" کہہ رہا ہے مگر وہ دوزخ میں کفار سے بھی نیچے ہے، پھر کیسے تم لوگ کہتے ہو کہ مجرد زبان سے کہنا کافی ہے؟! پتہ چلا کہ مجرد زبان سے کہنا کافی نہیں ہے بلکہ دل سے بھی اعتقاد رکھنا اور اعضاء وجوارح سے عمل کرنا ضروری ہے۔



شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

گرچہ منافقین نماز پڑھتے اور صدقہ کرتے تھے۔اسی لئے یہاں مراد یہ ہیکہ اسکا زبان کے ساتھ اقرار کرتے ہوئے دل میں بھی اسکا اعتقاد رکھے،اس کلمے سے اور اہل کلمہ سے محبت کرے اور اسی طرح ان لوگوں سے بغض رکھے جو اس کلمے کی مخالفت اور اس سے دشمنی کرتے ہیں۔

الشرح:

یہ حقیقت ہے کہ منافقین نماز پڑھتے اور صدقہ کرتے تھے،رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بظاہر جہاد کیلئے بھی نکلتے تھے،لیکن انکے دلوں میں نفاق تھا،اسی لئے وہ زبان سے کلمہ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" کہتے تھے مگر وہ انہیں کچھ فائدہ نہیں دیتا تھا۔

اور یہاں "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" سے مراد یہ ہیکہ اسے زبان سے اقرار کیا جائے،دل میں اعتقاد رکھا جائے، اسکے تقاضوں پر عمل کیا جائے،اہل کلمہ سے محبت اور اسکی مخالفت کرنے والوں سے دشمنی رکھی جائے،اسی کو حب فی اللہ اور بغض فی اللہ کہتے ہیں،اور یہ سب "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" کے تقاضوں میں سے ہے،اسی لئے علمائے اہل سنت والجماعہ نے کہا کہ کلمہ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" کے سات شروط ہیں: علم، یقین، اخلاص، صدق، محبت، انقیاد، قبول۔

شیخ سعد بن عتیق نے آٹھویں شرط "غیر اللہ کی عبادت کا انکار" کا بھی اضافہ کیا ہے۔

اور "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" کے دو ارکان ہیں: نفی اور اثبات، چنانچہ نہ تو صرف نفی کافی ہے اور نہ ہی صرف اثبات بلکہ دونوں کا پایا جانا ضروری ہے۔



شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے اخلاص کے ساتھ اور ایک روایت کے مطابق دل سے اخلاص کے ساتھ اور ایک روایت کے مطابق سچے دل سے "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" کہے اور ایک روایت کے مطابق جو "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" کہے اور غیر اللہ کی عبادت کا انکار کرے۔

الشرح:

یہ روایت مسند احمد کے اندر وارد ہوئی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُخْلِصًا مِنْ قَلْبِهِ أَوْ يَقِينًا مِنْ قَلْبِهِ لَمْ يَدْخُلِ النَّارَ أَوْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَقَالَ مَرَّةً دَخَلَ الْجَنَّةَ وَلَمْ تَمَسَّهُ النَّارُ) ترجمہ: جس شخص کا آخری کلام یقین قلب کے ساتھ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" ہو اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔ (مسند احمد: ۱۹۵۹۷)۔

چنانچہ صرف زبان سے کہنا کافی نہیں ہے بلکہ اخلاص اور یقین قلب کے ساتھ کہنا ضروری ہے تاکہ اسکا شمار ان منافقین میں سے نہ ہو جو صرف زبان سے کہتے ہیں جبکہ انکے دلوں میں یقین نہیں ہوتا۔ اسی طرح ایک دوسری روایت کے اندر وارد ہوا ہے:

عَنْ أَبِي مَالِكٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: " مَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَكَفَرَ بِمَا يُعْبَدُ مِنْ دُونِ اللَّهِ، حَرُمَ مَالُهُ، وَدَمُهُ، وَحِسَابُهُ عَلَى اللَّهِ".

ترجمہ: ابو مالک سے روایت ہے کہ اس نے سنا اپنے باپ سے، کہا: سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: "جس شخص نے "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" کہا اور انکار کیا ان

چیزوں کا جن کو پوجتے ہیں سوائے اللہ کے (آدمی ہوں یا جن، اوتار، جھاڑ، پہاڑ یا بت وغیرہ) تو حرام ہو گیا مال اس کا اور خون اس کا، اور اس کا حساب اللہ پر ہے۔" (صحیح مسلم: ۲۳)۔

چنانچہ غیر اللہ کی عبادت کے انکار کی قید بہت عظیم ہے، کیونکہ بہت سے لوگ "لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللّٰهُ" کہتے ہیں اور قبر پرستی، مردوں کو پکارنا، ان سے استغاثہ کرنا اور غیر اللہ سے حاجات طلب کرنا نہیں چھوڑتے ہیں، ایسے لوگوں کو کلمہ "لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللّٰهُ" کا زبانی کہنا کچھ فائدہ نہیں پہونچائے گا؛ کیونکہ انہوں نے غیر اللہ کی عبادت کا انکار نہیں کیا ہے۔



شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

اس کے علاوہ بہت سی حدیثیں ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اکثر لوگ کلمہ شہادت کے مفہوم سے واقف نہیں ہیں۔

الشرح:

یعنی اکثر لوگ کلمہ شہادت کے مفہوم سے واقف نہیں ہیں، اسے مجرد لفظ سمجھتے ہیں جسے زبان سے ادا کر دیتے ہیں، بہت سے علماء "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" کا معنی نہیں سمجھتے حالانکہ وہ علمائے فقہ، علمائے نحو اور علمائے حدیث ہوتے ہیں، لیکن چونکہ توحید کا اہتمام نہیں کرتے بلکہ اشاعرہ کا عقیدہ اور علم کلام سیکھتے ہیں جس میں صرف توحید ربوبیت پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

یہ کلمہ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" کی تفسیر کرتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی خالق نہیں ہے، یعنی اللہ کے سوا کوئی خلق وایجاد اور اختراع پر قادر نہیں ہے، اس طرح یہ توحید ربوبیت سے آگے نہیں جاتے، اسی لئے یہ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" کی ایسی تفسیر کرتے ہیں جو توحید ربوبیت سے تجاوز نہیں کرتی۔ اور یہ توحید الوہیت سے تعرض نہیں کرتے جو کہ کلمہ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" میں اصل مطلوب ہے۔

متکلمین کے عقائد کو پڑھیں آپ پائیں گے کہ وہ وجود باری تعالی کے اثبات پر ترکیز کرتے ہیں، گویا ان کے یہاں وجود باری میں شک ہو، چنانچہ یہ اعتراف کرتے ہیں کہ اللہ ہی خالق ورازق اور مارنے وجلانے والا ہو۔ یہ عبادت اور الوہیت کا ذکر کبھی نہیں کرتے، پھر تو یہ ان مشرکین کے دین سے زیادہ کچھ بھی نہیں ہے جن کے بارے میں دلیل تعالی نے فرمایا ہے: (قُلْ مَن يَرْزُقُكُم مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَمَّن يَمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَمَن يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ

الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ) ترجمہ: آپ کہیے کہ وہ کون ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے رزق پہنچاتا ہے یا وہ کون ہے جو کانوں اور آنکھوں پر پورا اختیار رکھتا ہے اور وہ کون ہے جو زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور وہ کون ہے جو تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے؟ ضرور وہ یہی کہیں گے کہ اللہ تو ان سے کہیے کہ پھر کیوں نہیں ڈرتے۔ (یونس: ۳۱)۔

یہ رب کو ثابت مانتے ہیں مگر عبادت دوسرے کی کرتے ہیں، ارشاد باری تعالی ہے: (وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللَّهِ قُلْ أَتُنَبِّئُونَ اللَّهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ) ترجمہ: اور وہ اللہ کے سوا ان چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ انھیں نقصان پہنچاتی ہیں اور نہ انھیں نفع دیتی ہیں اور کہتے ہیں یہ لوگ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔ کہہ دے کیا تم اللہ کو اس چیز کی خبر دیتے ہو جسے وہ نہ آسمانوں میں جانتا ہے اور نہ زمین میں؟ وہ پاک ہے اور بہت بلند ہے اس سے جو وہ شریک بناتے ہیں۔ (یونس: ۳۱)۔

وہ یہ نہیں کہتے ہیں کہ یہ انکے خالق اور رازق ہیں مگر یہ ضرور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے نزدیک ہمارے سفارشی ہیں، اس طرح معاملہ سنگین ہے، یہاں پر بہت سے لوگوں نے اس معاملہ کے ساتھ تلبیس کاری ہے، اور جسکی وجہ سے بہت سارے لوگ بھٹک گئے ہیں۔

یہ الزام لگاتے ہیں کہ ہم مسلمانوں کی تکفیر کرتے ہیں حالانکہ ہم ایسے شخص سے براءت کا اظہار کرتے ہیں جو مسلمانوں کی تکفیر کرتا ہے، ہم اسی کی تکفیر کرتے ہیں جسکی تکفیر خود اللہ اور اسکے رسول نے کی ہے، چنانچہ جو کلمہ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتا ہے اللہ اور اسکے رسول نے اسکی تکفیر کی ہے۔

شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

جان لیں کہ اس کلمے کے اندر نفی اور اثبات دونوں پائے جاتے ہیں، اللہ کے سوا دوسروں کی عبودیت کی نفی اور انکار ہے خواہ وہ رسول حتی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کیوں نہ ہو، خواہ وہ فرشتوں میں جبریل علیہ السلام ہی کیوں نہ ہوں، یا دیگر انبیاء وصلحاء ہوں، اور اس عبودیت کو اللہ کیلئے ثابت کیا گیا ہے۔

الشرح:

اس کلمے کے اندر دو ارکان ہیں: نفی اور اثبات، چنانچہ نہ تو صرف نفی کافی ہے اور نہ ہی صرف اثبات کافی ہے، بلکہ دونوں کا ایک ساتھ ہونا ضروری ہے۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے: (لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ) ترجمہ: دین میں کوئی زبردستی نہیں، بلاشبہ ہدایت گمراہی سے صاف واضح ہو چکی، پھر جو کوئی باطل معبود کا انکار کرے اور اللہ پر ایمان لائے تو یقینا اس نے مضبوط کڑے کو تھام لیا، جسے کسی صورت ٹوٹنا نہیں اور اللہ سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔ (البقرہ:۲۵۶)۔

یہاں پر صرف باطل معبود کے انکار ہی کی بات نہیں کی ہے بلکہ اللہ پر ایمان لانے کی بھی بات کی ہے، چنانچہ دونوں کا ہونا ضروری ہے۔

شیخ نے کہا: (اللہ کے سوا دوسروں کی عبودیت کی نفی اور انکار ہے)۔

یہاں پر غیر اللہ سے مراد مخلوقات ہیں، خواہ وہ کتنے ہی صالح اور نیک مخلوق ہوں، بشر میں سب سے

زیادہ صالح محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور فرشتوں میں سب سے زیادہ صالح جبریل علیہ السلام ہیں اسکے باوجود اگر کوئی جبریل علیہ السلام یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا ہے تو وہ مشرک مخلد فی النار ہوگا؛ اسلئے کہ اللہ اس بات سے کبھی بھی راضی نہیں ہے کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک کو کیا جائے نہ ہی فرشتوں میں سے کسی کو اور نہ ہی انبیاء ورسل میں سے کسی کو، اور نہ ہی کسی دوسرے صلحاء میں سے، اور نہ ہی شجر وحجر میں سے، اسی لئے اللہ تعالی نے فرمایا ہے :(فَمَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا) ترجمہ: پس جو شخص اپنے رب کی ملاقات کی امید رکھتا ہو تو لازم ہے کہ وہ عمل کرے نیک عمل اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے ۔(الکھف :۱۱۰)۔

یہ عام حکم ہے، مزید ارشاد باری تعالی ہے :(وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا) ترجمہ: اور اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ ۔(النساء:۳۶)۔

یہاں عام نفی مراد ہے، اور جس چیز کی نفی کی گئی ہے وہ نکرہ ہے، اور نکرہ جب نفی کے سیاق میں آتا ہے تو وہ ہر چیز ہو عام ہوتا ہے۔

اور یہاں پر الوہیت سے مراد عبادت ہے، بہت سارے لوگوں نے یہاں پر "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" کی تفسیر میں غلطی کی ہے اور اسکا غلط مفہوم بیان کیا ہے، ان میں بعض غلطیوں کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے:

۱-کلمہ توحید کی تفسیر اہل وحدت الوجود کے نزدیک:

چنانچہ ابن عربی اور اسکے پیروکار اہل وحدت الوجود کہتے ہیں کہ کلمہ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" کا مطلب ہے:(لا الہ موجود الا اللہ)، جس کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ جتنے معبودان باطلہ ہیں سب اللہ ہیں؛ اسلئے کہ ان کے یہاں وجود کو خالق اور مخلوق میں تقسیم نہیں کر سکتے ، سارا وجود اللہ ہے، اسی بنیاد پر انہیں اہل وحدت الوجود کہتے ہیں، کیونکہ یہ وجود کو متحد غیر منقسم مانتے ہیں، اور اس وجود کو پورے طور پر اللہ مانتے ہیں، اس

طرح انسان کسی کی بھی عبادت کرے وہ اللہ کی عبادت کرے گا، چنانچہ جو گائے کی عبادت کرتا ہے، جو بتوں کی عبادت کرتا ہے، شجر و حجر اور انسان کی عبادت کرتا ہے، یا جو فرشتوں کی عبادت کرتا ہے، سب اللہ کی عبادت کرتے ہیں؛ کیونکہ ان کے یہاں پورا وجود بسیط اللہ ہے۔

لیکن جو کہتا ہے کہ وجود کی دو قسمیں ہیں: ایک خالق اور دوسرے مخلوق، یہ اسکے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ مشرک ہے، چنانچہ انکے نزدیک موحد وہی ہے جو یہ عقیدہ رکھے کہ سارا وجود ایک ہے اور وہ اللہ ہے، چنانچہ آپ اس کائنات میں کسی کی بھی پرستش کریں آپ اللہ کی پرستش کر رہے ہوں گے، کیونکہ آپ جس کی بھی پرستش کر رہے ہوں گے وہ اللہ کی ہوگا۔

یہاں پر کچھ لوگ مغالطے کا شکار ہوتے ہیں، اور کہہ جاتے ہیں کہ اے اللہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اور اس طرح یہ بھی اہل وجود الوجود کی موافقت کر جاتے ہیں، جبکہ انہیں یہ کہنا چاہیے کہ تیرے سوکوئی برحق معبود نہیں ہے، کیونکہ اسکے سوا جتنے بھی معبود پائے جاتے ہیں سب باطل ہیں، ارشاد باری تعالی ہے: (ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِن دُونِهِ هُوَ الْبَاطِلُ وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ) ترجمہ: یہ اس لیے کہ اللہ ہی ہے جو حق ہے اور (اس لیے) کہ اس کے سوا وہ جسے بھی پکارتے ہیں وہی باطل ہے اور (اس لیے) کہ اللہ ہی بے حد بلند ہے، بہت بڑا ہے۔ (الحج: ۶۲)۔

۲-کلمہ توحید کی تفسیر اہل کلام کے نزدیک:

علمائے کلام یعنی متکلمین اور فلاسفہ کہتے ہیں کہ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" کا مطلب ہے: (لا قادر علی الاختراع والخلق والتدبیر والایجاد الا اللہ) یعنی اختراع، خلق وتدبیر اور ایجاد پر قادر صرف اللہ ہے۔

جبکہ یہ تفسیر بھی صحیح نہیں ہے، یہ مشرکوں کے دین کے موافق ہے، مشرکین عرب بھی کہتے تھے کہ خالق

صرف اللہ ہے، مارنے جلانے والا صرف اللہ ہے اور روزی صرف اللہ ہی دیتا ہے، اسی کو توحید ربوبیت کہتے ہیں جس کا اقرار مشرکین عرب بھی کرتے تھے۔

۳-کلمہ توحید "لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللّٰهُ" کی تفسیر جہمیہ اور معتزلہ کے نزدیک:

جہمیہ معتزلہ اور انکے نقش قدم پر چلنے والے اسماء وصفات کا انکار کرتے ہیں؛ کیونکہ انکے نزدیک جو اسماء وصفات کو ثابت مانتا ہے وہ مشرک ہے، اور ان کے یہاں توحید اسماء وصفات کے انکار کو کہتے ہیں۔

۴-کلمہ توحید کی تفسیر معاصر حزبیوں اور اخوانیوں کے نزدیک:

یہ کہتے ہیں کہ "لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللّٰهُ" کا مطلب ہے لا حاکمیۃ الا اللہ، چنانچہ یہ کہتے ہیں حاکمیت کلمہ "لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللّٰهُ" کا ہی حصہ ہے، اسلئے کہ اسکا تمام عبادات کو شامل ہے۔

ہم ان سے پوچھیں گے کہ پھر دوسری عبادات کہاں ہیں جیسے رکوع، سجود، ذبیحہ اور نذر وغیرہ؟!

کیا عبادت صرف حاکمیت ہی ہے اگر تمہارے نزدیک الہ کا معنیٰ صرف حاکمیت ہے؟

اور شرک کی دوسری قسمیں کہاں ہیں؟ سبحان اللہ! ایسے امور پر متنبہ ہونا ضروری ہے؛ کیونکہ یہ تفسیر بہت ہی سنگین ہے۔

اور کلمہ توحید بہت عظیم کلمہ ہے، جو اسکے تقاضوں کو پورا کرتا ہے اسے یہ دوزخ سے بچانے والا کلمہ ہے، اور پورے دین کی بنیاد اسی پر ہے، تمام رسولوں کی دعوت اور اللہ کی طرف سے نازل ہونے والی کتابوں کی بنیاد اسی عظیم کلمہ پر ہے۔

۵-کلمہ توحید کی تفسیر اہل سنت والجماعہ کے نزدیک:

کلمہ "لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللّٰهُ" کا مفہوم اہل سنت والجماعہ کے نزدیک (لا معبود بحق الا اللہ) ہے، یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے، کیونکہ معبودان باطلہ کی تعداد بہت ہے، لیکن برحق معبود صرف اللہ ہے، اسکے سوا دیگر معبودان کی عبادت باطل ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے: (ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِن دُونِهِ هُوَ الْبَاطِلُ وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ) ترجمہ: یہ اس لیے کہ اللہ ہی ہے جو حق ہے اور (اس لیے) کہ اس کے سوا وہ جسے بھی پکارتے ہیں وہی باطل ہے اور (اس لیے) کہ اللہ ہی بے حد بلند ہے، بہت بڑا ہے۔ (الحج: ٦٢)۔



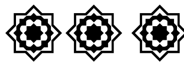
شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

جان لیں! یہ وہی الوہیت ہے جسے ہمارے زمانے میں لوگ راز اور ولایت کہتے ہیں۔
کہتے ہیں کہ الہ کا معنی ولی ہے جسکے اندر سارے راز ہیں، اور یہ اسی کو فقیر اور شیخ بھی کہتے ہیں۔

الشرح:

یعنی یہ لوگ اولیاء کے اندر اعتقاد رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس ولی کے اندر راز اور ولایت پائے جاتے ہیں، چنانچہ ذبیحہ اور نذر و نیاز اور دعاء و استغاثہ کے ذریعے اس سے اللہ کا تقرب حاصل کرتے ہیں، اس لئے کہ اس کے اندر یہ راز اور ولایت کا عقیدہ رکھتے ہیں۔

اور صوفیاء عابد گزار بندے کو شیخ کہتے ہیں، یعنی انکے سلسلہ تصوف اور طریقت کا وہ شیخ جس سے یہ اپنا دین حاصل کرتے ہیں، اور جو شخص ایسے شیخ سے دین حاصل کرتا ہے اسے مرید کہتے ہیں، اور یہ مرید اپنے شیخ کے ساتھ اس مردے کی طرح ہوتا ہے جو غسل دینے والے کے سامنے پڑا ہو، یعنی اسے کوئی حق نہیں کہ وہ اپنے شیخ پر کچھ بھی اعتراض کرے۔



شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

اسی طرح عام لوگ اسے سید اور اس طرح کے دوسرے القاب سے پکارتے ہیں۔

کیونکہ انکا یہ اعتقاد ہوتا ہے کہ اللہ کے نزدیک کچھ خاص بندوں کو خاص جاہ ومقام حاصل ہے جس کی وجہ سے اللہ ان سے راضی ہے، اسی بنیاد پر یہ لوگ ان کی پناہ میں جاتے ہیں، اور ان سے امیدیں لگاتے ہیں اور ان سے استغاثہ کرتے ہیں، اور انہیں اپنے اور اللہ کے بیچ واسطہ بناتے ہیں۔

الشرح:

یعنی یہ جس طرح ان بزرگوں کو یہ شیخ کہتے ہیں اسی طرح شیخ بھی کہتے ہیں، اسی لئے ان سے بیعت کرتے ہیں اور اپنے تمام معاملات کو انہیں کو سونپ دیتے ہیں، نہ تو ان پر اعتراض کرسکتے ہیں اور نہ ہی کسی چیز میں انکی مخالفت کرسکتے ہیں، ورنہ وہ مرید نہیں رہ سکتے۔

اس لئے کہ انکا یہ عقیدہ ہیکہ اللہ نے کچھ ایسے خاص بندوں کو بنایا ہے جن کی پناہ میں جانا صحیح ہے، جنہیں پکارنا اور جن سے استغاثہ کرنا جائز ہے بایں طور کہ وہ اللہ سے سفارش کرنے والے اور اس سے قریب کرنے والے ہیں، یہی انکا عقیدہ ہے، یعنی یہ انہیں سفارشی کہتے ہیں شرکاء نہیں کہتے ہیں۔

بلکہ یہ کہتے ہیں کہ یہ اللہ سے سفارش کرنے والے اور اس سے قریب کرنے والے ہیں؛ کیونکہ انکے صلاح وتقوی کی وجہ سے اللہ نے انہیں چن لیا ہے، اس طرح یہ بندوں اور اللہ کے درمیان واسطہ بن گئے ہیں، اسی لئے یہ اپنی عبادتوں میں زندہ مردہ سب سے تقرب اور وسیلہ حاصل کرتے ہیں۔

اور کہتے ہیں کہ جو انکا تقرب حاصل کرتے ہیں گویا وہ اللہ کا تقرب حاصل کرتے ہیں، چنانچہ شیخ سے تقرب حاصل کرنے والا اللہ سے تقرب حاصل کرتا ہے، جبکہ اللہ تعالی فرماتا ہے: (وَيَعْبُدُونَ مِن

دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللَّهِ قُلْ أَتُنَبِّئُونَ اللَّهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ) ترجمہ: اور وہ اللہ کے سوا ان چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ انھیں نقصان پہنچاتی ہیں اور نہ انھیں نفع دیتی ہیں اور کہتے ہیں یہ لوگ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔ کہہ دے کیا تم اللہ کو اس چیز کی خبر دیتے ہو جسے وہ نہ آسمانوں میں جانتا ہے اور نہ زمین میں؟ وہ پاک ہے اور بہت بلند ہے اس سے جو وہ شریک بناتے ہیں۔ (یونس: ۱۸)۔

آپ غور کریں شیطان کا طرح انکھ ساتھ کھلواڑ کر رہا ہے!



شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

چنانچہ جن کے تعلق سے ہمارے زمانہ کے مشرکین یہ گمان رکھتے ہیں کہ وہ انکے لئے واسطہ ہیں انہیں کو پہلے کے مشرکین اپنا معبود سمجھتے تھے، اور یہی واسطہ معبود ہے۔ حالانکہ آدمی جب کلمہ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" کا اقرار کرلیتا ہے تو یہ واسطہ باطل ہوجاتا ہے۔

اور اگر آپ چاہتے ہیں کہ اسے اچھی طرح جان لیں تو اسے دو امور سے جان سکتے ہیں:

پہلا امر:

یہ جان لیں کہ وہ کفار جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قتال کیا اور جن کے جان و مال اور عورتوں کو حلال کیا وہ بھی توحید ربوبیت کا اقرار کرتے تھے، وہ یہ مانتے تھے کہ خالق و رازق، مالک و مدبر اور مارنے و جلانے والا صرف اللہ کی ذات ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے: (قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَمَّنْ يَمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَمَنْ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ[31] فَذَلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ فَأَنَّى تُصْرَفُونَ) ترجمہ: آپ کہیے کہ وہ کون ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے رزق پہنچاتا ہے یا وہ کون ہے جو کانوں اور آنکھوں پر پورا اختیار رکھتا ہے اور وہ کون ہے جو زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور وہ کون ہے جو تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے؟ ضرور وہ یہی کہیں گے کہ اللہ تو ان سے کہیے کہ پھر کیوں نہیں ڈرتے [31] سو یہ ہے اللہ تعالیٰ جو تمہارا رب حقیقی ہے۔ پھر حق کے بعد اور کیا رہ گیا بجز گمراہی کے، پھر کہاں پھرے جاتے ہو؟ (یونس: ١٨)۔

یہ بہت ہی اہم اور عظیم مسئلہ ہے، وہ یہ کہ آپ یہ جان لیں کہ جن کفار سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قتال کیا وہ ان سب کی گواہی دیتے تھے اور ان سب کا اقرار کرتے تھے، اسکے باوجود ان امور نے

انہیں اسلام میں داخل نہیں کیا اور نہ ہی انکے جان ومال حرام ہوئے، اسی طرح وہ صدقہ وخیرات بھی کرتے تھے، حج وعمرہ بھی کرتے تھے، اللہ کی عبادت بھی کرتے تھے اور اللہ کے ڈر سے بہت ساری حرام چیزوں سے اجتناب بھی کرتے تھے۔

الشرح:

چنانچہ جو پہلے کے مشرکین تھے وہ ان واسطوں کی پرستش کرتے تھے اور انہیں معبود کہتے تھے، اسی لئے جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا کہ لا الہ الا اللہ کہو تو ان لوگوں نے کہا جیسا کہ اللہ نے نقل کیا ہے: (أَجَعَلَ الْآلِهَةَ إِلَٰهًا وَاحِدًا إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ[5] وَانطَلَقَ الْمَلَأُ مِنْهُمْ أَنِ امْشُوا وَاصْبِرُوا عَلَىٰ آلِهَتِكُمْ إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ يُرَادُ[6] مَا سَمِعْنَا بِهَٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْآخِرَةِ إِنْ هَٰذَا إِلَّا اخْتِلَاقٌ) ترجمہ: کیا اس نے تمام معبودوں کو ایک ہی معبود بنا ڈالا؟ بلاشبہ یہ یقینا بہت عجیب بات ہے۔ [5] اور ان کے سرکردہ لوگ چل کھڑے ہوئے کہ چلو اور اپنے معبودوں پر ڈٹے رہو، یقیناً یہ تو ایسی بات ہے جس کا ارادہ کیا جاتا ہے۔ [6] ہم نے یہ بات آخری ملت میں نہیں سنی، یہ تو محض بنائی ہوئی بات ہے۔ (ص: ۷)۔

انہیں کو یہ معبود کہتے تھے ارشاد باری تعالی ہے: (وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا[23] وَقَدْ أَضَلُّوا كَثِيرًا وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا ضَلَالًا) ترجمہ: اور انھوں نے کہا تم ہرگز اپنے معبودوں کو نہ چھوڑنا اور نہ کبھی ودّ کو چھوڑنا اور نہ سواع کو اور نہ یغوث اور یعوق اور نسر کو۔ [23] اور بلاشبہ انھوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا اور تو ان ظالموں کو گمراہی کے سوا کسی چیز میں نہ بڑھا۔ (نوح: ۲۴)۔

یعنی پہلے کے مشرکین انہیں معبود کہتے تھے اور بعد کے مشرکین جو اسلام کے دعویدار ہیں انہیں واسطہ اور سفارشی کہتے ہیں، معبود نہیں کہتے ہیں، جبکہ الفاظ گرچہ مختلف ہیں مفہوم ایک ہی ہے، اسلئے کہ اعتبار حقائق کا ہوتا ہے الفاظ اور مصطلحات کا نہیں۔

کلمہ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ" غیر اللہ کی ہر طرح کی پرستش کو باطل کر دیتی ہے، خواہ اسکا نام کوئی واسطہ اور سفارشی رکھے یا معبود۔

قبر پرست اس وقت کہتے ہیں کہ اگر کوئی یہ اعتراف کرتا ہے کہ اللہ ہی خالق و رازق، مالک و مدبر اور مارنے و جلانے والا ہے تو وہ مسلمان ہوگا، پھر سوال ہیکہ آخر "لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ" کا کیا معنی ہوگا؟! پھر کلمہ توحید "لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ" کا انکے نزدیک کوئی معنی نہیں تک جائے گا؛ کیونکہ یہی عقیدہ تو مشرکین عرب بھی رکھتے تھے۔

چنانچہ یہ بہت ہی اہم اور عظیم مسئلہ ہے، اور بہت کم لوگ اسکا اہتمام کرتے ہیں، اس لئے کہ اکثر لوگوں نے یہ عقیدہ بنالیا ہے کہ جو توحید ربوبیت کا اقرار کرلے وہ مسلمان ہے۔

چنانچہ دور جاہلیت میں مشرکین عرب توحید ربوبیت کا اقرار کرتے تھے، وہ اللہ کیلئے عبادات بھی کرتے تھے جیسے صدقہ وخیرات وغیرہ، چنانچہ وہ حج وعمرہ بھی کرتے تھے اور کہتے تھے کہ خالق و رازق اور مارنے وجلانے والا صرف اللہ ہی ہے، وہ توحید ربوبیت کا اقرار کرتے تھے اور بعض عبادات بھی کرتے تھے، لیکن چونکہ وہ خالص اللہ کی عبادت نہیں کرتے تھے بلکہ اللہ کی عبادت کے ساتھ غیر اللہ کی بھی عبادت کرتے تھے اسی لئے وہ مشرک ہی رہے۔



شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

لیکن جو دوسرا امر ہے اسی نے انکی تکفیر کی ہے اور انکے جان و مال حرام کئے ہیں، اور وہ یہ کہ انہوں نے توحید الوہیت کا اقرار نہیں کیا، یعنی اللہ وحدہ لا شریک کے سوا کسی کو بھی نہ تو پکارا جائے اور نہ ہی اس سے امیدیں لگائی جائیں۔

الشرح:

کیونکہ اصل مطلوب توحید الوہیت ہے، یعنی تمام عبادتوں کو صرف اللہ کیلئے خاص کرنا، یہاں مطلوب صرف توحید ربوبیت نہیں ہے بلکہ دونوں کا ہونا ضروری ہے، اور توحید ربوبیت توحید الوہیت کو مستلزم ہے، اور توحید الوہیت توحید ربوبیت کو شامل ہے، دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتے۔

اور توحید الوہیت میں تمام عبادتیں شامل ہیں، اسی لئے غیر اللہ کیلئے عبادت کی کوئی بھی شکل خاص نہیں کر سکتے، کیونکہ تمام عبادتوں کا مستحق صرف اللہ ہے، چنانچہ جو ان عبادتوں میں سے کسی بھی عبادت کو غیر اللہ کی طرف پھیرے گا وہ مشرک ہوگا گرچہ وہ "لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ" کہتا پھرے، اور اللہ کیلئے عبادتیں کرتا رہے، جب تک وہ تمام عبادتوں کو اللہ کیلئے خالص نہیں کرے گا وہ مسلمان نہیں ہوگا۔



شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

غیر اللہ سے نہ تو استغاثہ کیا جائے گا اور نہ ہی ذبیحہ کیا جائے گا، اور نہ ہی نذر و نیاز مانا جائے گا، خواہ وہ کوئی مقرب فرشتہ ہو یا کوئی نبی مرسل، جو غیر اللہ سے استغاثہ کرے گا وہ کافر ہوگا، اور جو غیر اللہ کیلئے ذبیحہ کرے گا وہ بھی کافر ہوگا اور جو غیر اللہ کیلئے نذر و نیاز مانے گا وہ بھی کافر ہوگا، اسی طرح کی کچھ اور دوسری چیزیں۔

اور اسکی تکمیل پر یہ بھی جان لیں کہ جن مشرکین عرب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قتال کیا تھا وہ بھی بزرگوں کو پکارتے تھے جیسے کہ وہ فرشتوں کو پکارتے تھے، عیسی علیہ السلام اور انکی ماں مریم علیہا السلام اور عزیر علیہ السلام کو پکارتے تھے، اسی طرح دوسرے اولیاء وصلحاء کو پکارتے تھے، چنانچہ اسی بنیاد پر انہیں کافر کہا گیا باوجودیکہ وہ یہ اقرار کرتے تھے کہ خالق و رازق اور مالک و مدبر اللہ ہی ہے۔

الشرح:

یعنی اس طرح جو کرے گا وہ کافر ہو جائے گا گرچہ وہ "لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللّٰهُ" کہتا ہو؛ کیونکہ اس نے اس کے تقاضوں کو پورا نہیں کیا، اور وہ تناقض کا شکار ہوگیا، آخر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ کوئی "لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللّٰهُ" کا اقرار بھی کرے اور غیر اللہ سے استغاثہ بھی کرے خواہ وہ مردے ہیں یا زندہ، جن ہوں کہ شیاطین؟! آخر ایک طرف "لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللّٰهُ" کا اقرار کرے اور دوسری طرف غیر اللہ کیلئے نذر بھی مانے یہ کیسے ہوسکتا ہے؟! یقینا یہ تناقض ہے۔

پہلے کے مشرکین میں سارے کے سارے بتوں کی پرستش نہیں کرتے تھے، بلکہ عبادات میں انکی مختلف قسمیں تھیں، ان میں کچھ بتوں کی پرستش کرتے تھے، کچھ فرشتوں کی پرستش کرتے تھے، کچھ انبیاء کی

پرستش کرتے تھے اور کچھ اولیاء وصلحاء کی پرستش کرتے تھے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب سے قتال کیا ان میں کسی کے درمیان بھی کوئی فرق نہیں کیا، چنانچہ یہ کبھی نہیں کہا کہ میں صرف ان مشرکین عرب سے قتال کروں گا جو بتوں کی پرستش کرتے ہیں، اور انہیں چھوڑ دوں گا جو عزیر اور مسیح علیہما السلام نیز بزرگوں کی پرستش کرتے ہیں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی تفریق نہیں کی۔

جبکہ آج کے قبر پرست کہتے ہیں کہ شرک صرف بتوں کی پرستش کو کہتے ہیں، بزرگوں اور اولیاء کی پرستش تقرب الٰہی اور وسیلہ ہے، یہ شرک نہیں ہے؛ کیونکہ شرک تو بت پرستی کو کہتے ہیں، سبحان اللہ! رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام قسم کے مشرکین سے قتال کیا: بت پرستوں سے قتال کیا، ان سے بھی قتال کیا جو فرشتوں کی پرستش کرتے تھے، ان سے بھی قتال کیا جو عزیر اور مسیح علیہما السلام کی پرستش کرتے تھے اور ان سے بھی قتال کیا جو اولیاء وصلحاء کی پرستش کرتے تھے، ان میں کوئی تفریق نہیں کی؛ کیونکہ حقیقت میں ان سب کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔



شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

جب یہ آپ نے جان لیا تو گویا آپ نے "لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ" کا معنی بھی جان لیا، اور یہ بھی جان لیا کہ جس نے کسی نبی یا فرشتے سے مدد مانگی یا انہیں پکارا اور استغاثہ کیا تو وہ اسلام سے خارج ہو جائے گا، اور یہی وہ کفر ہے جس کی بنیاد پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار عرب سے قتال کیا تھا۔

اگر مشرکین میں سے کوئی اعتراض کرے کہ ہم جانتے ہیں کہ اللہ ہی خالق و رازق اور مالک و مدبر ہے، البتہ یہ صلحاء اور بزرگ اللہ کے مقرب بندے ہیں، ہم انہیں پکارتے ہیں، انکے لئے نذرونیاز مانتے ہیں، انکے پاس جا کر ان سے استغاثہ کرتے ہیں، اور اس سے ہمارا مقصد انکی جاہ وسفارش حاصل کرنا ہوتا ہے، ورنہ ہم سمجھتے ہیں کہ اللہ ہی خالق و رازق اور مالک و مدبر ہے، تو اس سے کہیں کہ تمہارا یہ کلام بالکل ابو جہل اور اسکے ساتھیوں کے کلام جیسا ہے۔

کیونکہ وہ بھی عیسی اور عزیر علیہما السلام نیز فرشتوں اور اولیاء وصلحاء کو پکارتے تھے اور انکا بھی یہی مقصد تھا جیسا کہ اللہ تعالی نے کہا: (وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ) ترجمہ: اور وہ لوگ جنہوں نے اس کے سوا اور حمایتی بنا رکھے ہیں (وہ کہتے ہیں) ہم ان کی عبادت نہیں کرتے مگر اس لیے کہ یہ ہمیں اللہ سے قریب کر دیں۔ (الزمر: ۳)۔

مزید ارشاد باری تعالی ہے: (وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِندَ اللَّهِ) ترجمہ: اور وہ اللہ کے سوا ان چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ انھیں نقصان پہنچاتی ہیں اور نہ انھیں نفع دیتی ہیں اور کہتے ہیں یہ لوگ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔ (یونس: ۱۸)۔

الشرح:

یہاں پر شیخ نے علماء اور عوام سب کو خطاب کیا ہے۔

چنانچہ جو اس بات کا انکار کرے کہ بزرگوں کا پکارنا شرک ہے، اور کہے کہ اس سے مراد صرف واسطہ اور وسیلہ ہے تو اس سے کہا جائے گا کہ تمہارا یہ کلام بالکل ابو جہل اور اسکے ساتھیوں کے کلام جیسا ہے، کیوں کہ وہ بھی یہی کہتے تھے کہ خالق و رازق اور مالک و مدبر اور مارنے و جلانے والا صرف اللہ ہی ہے، انہیں تو ہم صرف اللہ تک پہونچنے کیلئے وسیلہ بناتے ہیں، جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے: (وَيَعۡبُدُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمۡ وَلَا يَنفَعُهُمۡ وَيَقُولُونَ هَٰٓؤُلَآءِ شُفَعَٰٓؤُنَا عِندَ ٱللَّهِ) ترجمہ: اور وہ اللہ کے سوا ان چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ انھیں نقصان پہنچاتی ہیں اور نہ انھیں نفع دیتی ہیں اور کہتے ہیں یہ لوگ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔ (یونس: ۱۸)۔

پہلے کے مشرکین بھی جن کی پرستش کرتے تھے انہیں صرف ایک واسطہ اور وسیلہ سمجھتے تھے۔

انہوں نے یہ کبھی نہیں کہا کہ وہ انکے خالق اور رازق ہیں بلکہ وہ کہتے تھے کہ اللہ تک پہونچانے کیلئے یہ ہمارے سفارشی ہیں اور ایسا وہ اللہ کی تعظیم کی خاطر کرتے تھے۔



شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

اور جب آپ نے اسے اچھی طرح سمجھ لیا اور یہ جان لیا کہ کفار عرب اللہ کیلئے توحید ربوبیت کی گواہی دیتے تھے، اور یہ اقرار کرتے تھے کہ اللہ ہی خالق و رازق اور مالک و مدبر اور مارنے و جلانے والا ہے، اسکے باوجود وہ عیسی علیہ السلام اور فرشتوں نیز اولیاء و صلحاء سے فریاد کرتے تھے، اور اس سے انکا مقصد صرف یہی تھا کہ وہ انہیں اللہ سے قریب کردیں گے، اور انکے لئے اللہ سے سفارش کریں گے، اور آپ نے یہ بھی جانا کہ کفار بالخصوص نصاری شب و روز اللہ کی عبادت کرتے تھے، زہد و تقوی والے تھے اور صدقہ وخیرات بھی کرتے تھے، لوگوں سے دور ہو کر الگ تھلگ کٹیا میں رہتے تھے۔

پھر بھی انہیں کافر اللہ کا دشمن اور مخلد فی النار کہا گیا کیونکہ عیسی علیہ السلام اور دیگر اولیاء و صلحاء کے تعلق سے انکا عقیدہ صحیح نہیں تھا، وہ غیر اللہ کو بھی پکارتے تھے، اسکے لئے نذر و نیاز مانتے اور ذبیحہ کرتے تھے، جس سے یہ واضح ہوا کہ آخر اسلام کی وہ کون سی صفت اور شکل تھی جسکی طرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت دی تھی، اور یہ بھی واضح ہوا کہ بہت سارے لوگ اس سے دور تھے، اور پھر اس حدیث کا مطلب بھی واضح ہوا کہ اسلام کا آغاز اجنبیت کے ساتھ ہوا تھا اور اسی طرح اجنبیت کے ساتھ وہ واپس آئے گا۔

اسلئے میرے بھائیو! تم اپنے اصل دین کو مضبوطی کے ساتھ تھام لو، جسکی اصل بنیاد کلمہ لا الہ الا اللہ کی گواہی دینا ہے، پھر اسکا معنی جان لو، اس کلمے سے اور اہل کلمہ سے محبت کرو، اور انہیں اپنا بھائی بنالو، گرچہ وہ تم سے دور رہتے ہوں، اور معبودان باطلہ کا انکار کرو، ان سے دشمنی اور بغض رکھو، اور ان سے بھی بغض رکھو جو ان سے محبت رکھے یا ان کا دفاع کرے یا جو انکا انکار نہ کرے یا یہ کہے کہ میرے اوپر ان کی کوئی ذمیداری نہیں ہے، یا یہ کہے کہ اللہ نے مجھے انکے لئے مکلف نہیں بنایا ہے، تو جان لو کہ یہ اللہ پر جھوٹ اور بہتان باندھ رہا ہے، اللہ نے اسے مکلف بنایا ہے، اس پر فرض کیا ہے کہ ان معبودان باطلہ کا انکار کرے اور ان سے براءت کا اظہار کرے، گرچہ وہ انکے بھائی اور اولاد ہی کیوں نہ ہوں۔

میرے بھائیو! اسی کو مضبوطی کے ساتھ تھام لو، شاید تم جب اپنے رب سے ملاقات کرو تو اس حال میں رہو کہ اسکے ساتھ تم کسی کو شریک نہ کرتے ہو، اللہ تعالی ہمیں اسلام کی حالت میں موت دے اور اپنے نیکو کار بندوں میں شامل فرما۔

کلام کو ہم اس آیت پر ختم کریں گے جسے اللہ نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے جس سے یہ واضح ہوتا ہیکہ ہمارے زمانہ کے مشرکین کا کفران مشرکین کے کفر سے زیادہ عظیم ہے جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قتال کیا تھا۔

الشرح:

عیسائی راہب رات دن عبادت کرتے تھے، روتے تھے لیکن ساتھ میں یہ بھی کہتے تھے کہ عیسی علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں، یا یہ کہ اللہ ہی مسیح ابن مریم ہے، یا وہ تین میں سے تیسرا ہے، وہ روتے تھے اور عبادت کرتے تھے مگر انکی اس عبادت نے انہیں کوئی فائدہ نہیں پہونچایا؛ کیونکہ وہ اللہ کی عبادت میں مخلص نہیں تھے، اس طرح انکی مثال آج کے قبر پرستوں جیسی تھی۔

یقینا آج کے دور میں صحیح اسلام اجنبی بنا ہوا ہے، البتہ اسلام کی جو بگڑی ہوئی شکل ہے اسکے دعویدار اربوں کی تعداد میں ہیں، جبکہ صحیح اسلام اجنبی بنا ہوا ہے، کیونکہ اگر یک اربوں مسلمان صحیح اسلام پر پورے تو آج انکے سامنے کوئی نہیں ٹھہر سکتا تھا!!

یہ یہودی جو خنزیروں اور بندروں کی اولاد ہیں جن پر ذلت و رسوائی اور مسکنت کا ٹھپہ لگا ہوا ہے، آج وہی مسلمان ملکوں پر مسلط ہیں، وہ مسلمان جن کی تعداد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر کے دن صرف تین سو تھی انہوں نے کیا کارنامہ انجام دیا؟ اس وقت دنیا کی آبادی میں صحابہ کی کیا تعداد تھی؟ بہت

تھوڑی تھی مگر انہوں نے شہروں کو فتح کیا، قیصر وکسری کو تہ و بالا کر دیا اور پوری دنیا پر اپنی سطوت اور حکمرانی کا جھنڈا گاڑ دیا، کیونکہ وہ صحیح اسلام کے ماننے والے تھے۔

شیخ نے کہا کہ ہمارے زمانہ کے مشرکین کا کفر ابو جہل اور ابولہب جیسے مشرکین کے کفر سے زیادہ عظیم ہے جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قتال کیا تھا؛ کیونکہ پہلے کے مشرکین صرف خوشحالی کے وقت شرک کرتے تھے لیکن مصیبت کے وقت خالص اللہ کی عبادت کرتے تھے؛ اسلئے کہ وہ جانتے تھے کہ مصیبت اور پریشانی سے صرف اللہ ہی نجات دے سکتا ہے، جبکہ ہمارے زمانے کے مشرکین مصیبت اور پریشانی کے وقت بنسبت خوشحالی کے وقت کے زیادہ شرک کرتے ہیں، چنانچہ جب یہ مصیبت میں پڑتے ہیں تو اللہ کو چھوڑ کر اپنے معبودان کو پکارنے لگتے ہیں، تاکہ انہیں انکے گھڑے ہوئے معبود دریا میں ڈوبنے سے بچالیں، انہیں مصیبت سے نجات دے دیں، گویا جس قدر خطرہ زیادہ ہوتا ہے ان کا شرک اسی قدر بڑھتا رہتا ہے، اس طرح شرک کرنے میں یہ پہلے کے مشرکین سے زیادہ آگے ہیں، والعیاذ باللہ۔



شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

ارشاد باری تعالی ہے: (وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ إِلَّا إِيَّاهُ فَلَمَّا نَجَّاكُمْ إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ وَكَانَ الْإِنْسَانُ كَفُورًا) ترجمہ: اور جب تمھیں سمندر میں تکلیف پہنچتی ہے تو اس کے سوا تم جنھیں پکارتے ہو گم ہو جاتے ہیں، پھر جب وہ تمھیں بچا کر خشکی کی طرف لے آتا ہے تو تم منہ پھیر لیتے ہو اور انسان ہمیشہ سے بہت ناشکرا ہے۔ (الاسراء: ٦٧)۔

یہاں پر اللہ نے کفار کے بارے میں بیان کیا کہ جب انہیں کوئی تکلیف پہونچتی ہے تو یہ اپنے سرداروں اور مشائخ کو بھول جاتے ہیں، ان میں سے یہ کسی کو نہیں پکارتے ہیں اور نہ ہی کسی سے استغاثہ کرتے ہیں، بلکہ اس وقت یہ صرف خلوص دل سے اللہ کو پکارتے ہیں، اسی سے استغاثہ کرتے ہیں لیکن جب تکلیف ختم ہو جاتی ہے اور خوشحالی کے ایام ہوتے ہیں تو پھر یہ شرک کرنے لگتے ہیں۔

لیکن آپ ہمارے زمانہ کے مشرکین کو دیکھتے ہیں جن بہت سے اہل علم اور زہد و عبادت کے مدعیان بھی ہیں، انہیں جب کوئی تکلیف پہونچتی ہے تو یہ اللہ کو چھوڑ کر غیر اللہ کو پکارنے لگتے ہیں جیسے کہ معروف یا عبدالقادر جیلانی، ان قبر پرستوں سے زید بن خطاب اور زبیر بہت دور اور پاک ہیں، اسی طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان قبر پرستوں سے دور اور پاک ہیں، واللہ المستعان، اس سے بھی سنگین اور بھیانک یہ ہیکہ یہ مشرکین طواغیت، کفار اور سرکش ذاتوں سے استغاثہ کرتے ہیں جیسے کہ شمسان، ادریس، جسے اشقر کہا جاتا ہے، اسی طرح یوسف وغیرہ، واللہ اعلم۔

والحمد للہ اولا وآخرا، وصلی اللہ وسلم وبارک علی نبینا محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین، آمین۔

الشرح:

معروف سے مراد معروف کرخی ہیں، جو عراق میں ایک معروف ولی سے جانے جاتے ہیں، قبر پرست جنکی پرستش کرتے ہیں، اور عبد القادر جیلانی ایک معروف جلیل القدر حنبلی امام ہیں، لیکن جب انکی وفات ہوگئی تو لوگوں نے انکے تعلق سے یہ اعتقاد کرلیا کہ وہ نفع ونقصان کے مالک ہیں، اس طرح انکی قبر پر عمارت بنادی، اور صوفیوں نے انہیں اپنا ایک امام گڑھ لیا اور قادریہ کی نسبت بنالی، جبکہ آپ انکے خرافات اور اس غلط نسبت سے بری ہیں، آپ صلاح وتقوی، علم اور استقامت میں معروف تھے، کبار حنابلہ میں آپ کا شمار ہوتا ہے، غنیۃ الطالبین معروف کتاب آپ کی ہی ہے۔

زید بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک جلیل القدر صحابی ہیں، آپ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں جنگ یمامہ میں آپ کی موت ہوئی تھی، اور وہیں پر آپ کی قبر تھی جس پر بعد میں قبہ بنادیا گیا، لیکن جب شیخ محمد بن عبد الوھاب رحمہ اللہ آئے تو اسے گرادیا، اور الحمد للہ آج تک وہاں پر صرف قبر ہے اور ان شاء اللہ آئندہ بھی ایسے ہی رہے گا۔

اور زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری اور ساتھی تھے، یہ سارے اولیاء وصلحاء اور صحابہ تھے قبر پرست جن کی پرستش کرتے تھے، یہ صرف انہیں کی پرستش نہیں کرتے تھے بلکہ طواغیت، کفار اور جادوگر وکاہن نیز اباحیت پسندوں اور حلولیوں جیسے سرکش ذاتوں کی بھی پرستش کرتے تھے جو یہ کہتے تھے کہ جو اوامر ونواہی کو ترک کردے وہ اللہ کا مقرب بندہ ہے، اسے اوامر ونواہی کی کوئی ضرورت نہیں ہے، یہ صرف عوام کیلئے ہے، اور جہاں تک اسکا تعلق ہے تو یہ اللہ تک پہونچ چکا ہے، اسے اب کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔

شمسان، ادریس اور یوسف یہ سب طواغیت تھے جو شیخ کی دعوت کے ظہور سے پہلے ریاض میں تھے، قبر پرست جنکی پرستش کرتے تھے، لیکن جب شیخ محمد بن عبد الوھاب رحمہ اللہ آئے اور اللہ کی راہ میں جہاد کا

آغاز کیا اور مسلمان ریاض پر غالب آ گئے تو سارے بتوں کے اڈوں کو ختم کر دیا۔ وللہ الحمد۔



سوالات

سوال:

فضیلۃ الشیخ! کیا یہ کہنا صحیح ہے:(لا معبود بحق فی الوجود الا اللہ)؟

جواب:

صرف (لا معبود بحق الا اللہ) کہنا کافی ہے۔

سوال:

فضیلۃ الشیخ! قرآن میں اعجاز علمی کی بات ہی اکثر سنتے ہیں،کیا اسے ہم معجزات قرآنی میں شامل کر سکتے ہیں؟

جواب:

اس مسئلے پر ہم بارہاں باتیں کر چکے ہیں اور اس پر تتنبیہ بھی کر چکے ہیں، ہم نے کہا کہ کلام اللہ کی تفسیر انہیں اصولوں کی روشنی میں کی جائے گی جو تفسیر کے باب میں معروف ہیں، جیسے کہ قرآن کی تفسیر قرآن سے، قرآن کی تفسیر سنت سے، قرآن کی تفسیر صحابہ و تابعین کے اقوال سے، اس سے آگے ہم نہیں بڑھیں گے، چنانچہ قرآن کی تفسیر جدید نظریات و عقلیات سے نہیں کی جائے گی، کیونکہ ان میں صحیح غلط کا امکان ہے، یہ سب انسانی عقل اور تجربہ پر مبنی ہوتے ہیں، انہیں ہم قرآن کی تفسیر میں شامل نہیں کر سکتے، اور نہ ہی یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس سے اللہ کی یہی مراد ہے جسے ان لوگوں نے سمجھا ہے، کیونکہ یہ بلا دلیل اللہ پر کلام کرنا ہے۔

اور آپ دیکھیں کہ کتنے ایسے نظریات اور تجربات کبھی مسلم اور سچے مانے جاتے تھے لیکن کچھ مدت کے بعد انہیں غلط اور جھوٹا قرار دے دیا گیا، اور انکی جگہ پر دوسرے نظریات آ گئے، سچ کہا ہے اللہ رب العالمین نے کہ تمہیں بہت ہی تھوڑا علم دیا گیا ہے۔ (الاسراء: ۸۵)۔ اسلئے یہ بالکل جائز نہیں ہیکہ قرآن کی تفسیر ان امور سے کریں اور نہ ہی ہم اسے قرآنی اور علمی اعجاز کہیں گے۔

سوال:

فضیلۃ الشیخ! اگر کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطا کار کہے تو کیا وہ کافر ہو جائے گا یا اسکے بارے میں غور و فکر کیا جائے گا؟

جواب:

جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطا کار کہے وہ کافر ہے؛ کیونکہ وہ نبوت کا منکر ہو گیا۔

سوال:

فضیلۃ الشیخ! اگر کوئی اپنی کتابیہ بیوی سے محبت کرے تو کیا یہ ولاء و براء کے خلاف ہے۔

جواب:

ارشاد باری تعالی ہے: (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ) ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ، ان کے بعض بعض کے دوست ہیں اور تم میں سے جو انھیں دوست بنائے گا تو یقینا وہ ان میں سے ہے، بے شک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ (المائدہ: ۵۱)۔

یعنی ان سے نہ تو محبت کرو اور نہ ہی ان سے دوستی کرو اور نہ ہی انکی مدد کرو، اور یہاں تک شادی کا تعلق ہے تو یہ دنیوی تعامل میں سے ہے، اسکا تعلق دینی تعامل سے نہیں ہے، جیسے کہ آپ انکے ساتھ خرید و فروخت کا معاملہ کرتے ہو، اور میاں بیوی کے درمیان جو محنت ہوتی ہے وہ فطری محبت ہوتی ہے، وہ دینی محبت نہیں ہوتی ہے، لہذا وہ اس سے اسکے دین کی خاطر محبت نہیں کرے گا، بلکہ زوجیت کی خاطر محبت کرے گا۔

سوال:

فضیلۃ الشیخ! خانقاہوں اور مزاروں سے لوگوں کے تعلقات اور مدد اور شفا طلب کرنے کے کیا اسباب ہیں؟

جواب:

اس کے اسباب درج ذیل ہیں:

پہلا سبب: آندھی تقلید؛ یعنی لوگ دیکھتے ہیں کہ یہ کام کچھ لوگ کر رہے ہیں تو یہ بھی انکا دیکھا دیکھی کرنے لگتے ہیں۔

دوسرا سبب: علماء کی خاموشی: لوگ اس پر نکیر نہیں کرتے ہیں جبکہ یہ کتمان علم ہے، نیز دعوت دین کی کمی ہے، یہ سب اسکے ذمہ دار ہیں۔

تیسرا سبب: داعیان سوء اور وہ گمراہ داعی جو ان شرکیہ اور بدعتی اعمال کی ترویج دیتے ہیں، اور اپنی تحریروں اور تقریروں کے ذریعے اسے لوگوں کے سامنے خوشنما بنا کر دکھاتے ہیں۔ اس طرح لوگوں کے اندر بدعقیدگی پھیل جاتی ہے۔

سوال:

فضیلۃ الشیخ! میلاد نبوی منانے کا کیا حکم ہے؟

جواب:

اس مسئلے پر متقدمین اور متاخرین تمام علماء نے گفتگو کی ہے، اس سے روکا اور آگاہ کیا ہے، کیونکہ یہ بدعت ہے، اس پر کوئی دلیل نہیں ہے، نہ اسکا ثبوت قرآن میں ہے اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں ہے، اور نہ ہی قرون مفضلہ میں اسکا کوئی ثبوت ہے۔ قرون مفضلہ کے بہت بعد یعنی چوتھی صدی ہجری بعد اس بدعت کا ایجاد ہوا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بعد میں کچھ لوگ آئیں گے جو ایسی باتیں کہیں گے جو خود نہیں کریں گے، اور خود ایسے کام کریں گے جن کا انہیں حکم نہیں ہوا ہے، انہیں میں سے یہ بدعت بھی ہے۔

سوال:

فضیلۃ الشیخ! ایسی مسجد میں نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے جسکی تعمیر میں ایسا مال لگا ہو جسے کچھ لوگوں سے خوشی خوشی نہ لیا گیا ہو، اسکا کیا حل ہے؟

جواب:

حرام مال سے مسجد کی تعمیر کرنا جائز نہیں ہے، اور کسی بھی مسلمان کیلئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ حرام مال کھانے پینے میں استعمال کرے اور نہ ہی پہننے میں اور مکان کی تعمیر میں، اور مسجد کی تعمیر میں تو بدرجہ اولی حرام مال کا استعمال نہیں کرے گا، کیونکہ اللہ تعالی پاک مال ہی استعمال کرتا ہے، اسی طرح غصب کیا ہوا مال بھی قبول نہیں کرتا، جیسا کہ ایک حدیث کے اندر وارد ہوا ہیکہ کسی مسلمان کا مال کسی کیلئے حلال نہیں کے مگر خوش دلی کے ساتھ۔ (مسند احمد: ۵ / ۷۲)۔

اسی طرح ارشاد باری تعالی ہے: (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا) ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے مال آپس میں باطل طریقے سے نہ کھاؤ، مگر یہ کہ تمھاری آپس کی رضامندی سے تجارت کی کوئی صورت ہو اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو، بے شک اللہ تم پر ہمیشہ سے بے حد مہربان ہے۔ (النساء: ۲۹)۔

اور اگر مسجد کی تعمیر غصب کئے ہوئے مال سے تعمیر کی گئی ہو تو میری نظر میں ایسی صورت میں دیکھا جائے گا کہ کس سے کتنے مقدار میں مال زبردستی لیا گیا ہے، اتنا مال اسے واپس کر دیا جائے۔

سوال:

کیا ضعیف احادیث سے استدلال کرنا جائز ہے؟

جواب:

ضعیف احادیث سے استدلال کرنے کے درجات مختلف ہیں؛ اگر سخت ضعیف ہے تو ایسی صورت میں استدلال کرنا جائز نہیں ہے، اور اگر تھوڑا بہت ضعف پایا جاتا ہو یا اسکے شواہد موجود ہوں تو ایسی صورت میں فضائل اعمال میں استدلال کر سکتے ہیں، البتہ ضعیف حدیثوں سے کسی شرعی حکم میں استدلال نہیں کر سکتے، ترغیب وترہیب اور فضائل اعمال میں استدلال کر سکتے ہیں۔



شرک کے بطلان پر قرآن پاک سے کچھ مثالیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی نبینا محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین، وبعد:

ارشاد باری تعالی ہے:(إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي أَنْ يَضْرِبَ مَثَلًا مَا بَعُوضَةً فَمَا فَوْقَهَا فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا فَيَقُولُونَ مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ بِهَذَا مَثَلًا يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ[26] الَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ أُولَئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ) ترجمہ: بے شک اللہ اس سے نہیں شرماتا کہ کوئی بھی مثال بیان کرے، مچھر کی ہو، پھر اس کی جو اس سے اوپر ہے، پس لیکن وہ لوگ جو ایمان لائے سو جانتے ہیں کہ وہی ان کے رب کی طرف سے حق ہے اور رہے وہ جنھوں نے کفر کیا تو وہ کہتے ہیں اللہ نے اس کے ساتھ مثال دینے سے کیا ارادہ کیا؟ وہ اس کے ساتھ بہتوں کو گمراہ کرتا ہے اور اس کے ساتھ بہتوں کو ہدایت دیتا ہے اور وہ اس کے ساتھ فاسقوں کے سوا کسی کو گمراہ نہیں کرتا۔ [26] وہ لوگ جو اللہ کے عہد کو، اسے پختہ کرنے کے بعد توڑ دیتے ہیں اور اس چیز کو قطع کرتے ہیں جس کے متعلق اللہ نے حکم دیا کہ اسے ملایا جائے اور زمین میں فساد کرتے ہیں، یہی لوگ خسارہ اٹھانے والے ہیں۔(البقرہ:۲۷)۔

اسی طرح اللہ تعالی نے موحد اور مشرک کی مثال بیان کرتے ہوئے فرمایا:(ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا

رَجُلًا فِيهِ شُرَكَاءُ مُتَشَاكِسُونَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِرَجُلٍ هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا الْحَمْدُ لِلَّهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ) ترجمہ: اللہ نے ایک آدمی کی مثال بیان کی جس میں ایک دوسرے سے جھگڑنے والے کئی شریک ہیں اور ایک اور آدمی کی جو سالم ایک ہی آدمی کا ہے، کیا دونوں مثال میں برابر ہیں؟ سب تعریف اللہ کے لیے ہے، بلکہ ان کے اکثر نہیں جانتے۔ (الزمر:۲۹)۔

ایک مشرک کے پاس کئی معبود ہوتے ہیں، چنانچہ وہ ایک ساتھ کئی بتوں کی پرستش کرتا ہے، اور اسے نہیں معلوم کہ ان میں سے کون اس سے راضی ہے، بالکل اسی طرح جیسے ایک غلام ہوتا ہیکہ اسکے پاس کئی آقا ہوتے ہیں، اور ہر آقا کی خواہش اور مرضی دوسرے سے الگ ہوتی ہے اس طرح یہ مسکین غلام ان شریکوں کے درمیان حیران رہتا ہے اسے سمجھ میں نہیں آتا کہ کسی راضی کرے۔

لیکن جہاں تک موحد کا تعلق ہے تو اسکی مثال اس شخص کی ہے جس کا کوئی ایک ہی آقا ہو جس کی مرضی اور خواہش و مطلوب معلوم ہو۔

چنانچہ ایک موحد صرف ایک ہی رب کا غلام ہوتا ہے صرف اپنے رب کی اطاعت کرتا ہے اور اسکی نافرمانی کرنے سے بچتا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالی نے ایک دوسری جگہ شرک کے بطلان پر فرمایا: (وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ) ترجمہ: اس حال میں کہ اللہ کے لیے ایک طرف ہونے والے ہو، اس کے ساتھ کسی کو شریک کرنے والے نہیں اور جو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرائے تو گویا وہ آسمان سے گر پڑا، پھر اسے پرندے اچک لیتے ہیں، یا اسے ہوا کسی دور جگہ میں گرا دیتی ہے۔ (الحج:۳۱)۔

اس طرح ایک موحد کا مقام اس قدر بلند ہوتا ہے جیسے کہ آسمان کی بلندی پر کوئی فائز ہو، جب کہ مشرک کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو کسی بلندی سے نیچے کی طرف گر جائے، چنانچہ ایک موحد کیلئے بلند

جگہ ہے جبکہ شرک کرنے والا بلندی سے نیچے کی طرف آجاتا ہے۔

نیچے کی طرف گرنے میں اسکا کیا حال ہوگا؟ یا تو پرندے اوپر ہی اسے نوچ کر کھالیں گے، یا اگر نیچے گرا تو اسے ہوائیں ایسی جگہ کسی دور علاقے میں اٹھا کر پھینک دیں گی جہاں کوئی نہ تو انسان ملے گا اور نہ ہی کھانے پینے کی کوئی چیز۔

ایک مشرک اس طرح مختلف گمراہیوں کا شکار ہو کر بالآخر ہلاک ہو جاتا ہے۔

اسی طرح شرک کے بطلان پر اللہ تعالی نے ایک دوسری جگہ فرمایا: (يَا أَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوا لَهُ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوِ اجْتَمَعُوا لَهُ وَإِنْ يَسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَا يَسْتَنْقِذُوهُ مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ) ترجمہ: اے لوگو! ایک مثال بیان کی گئی ہے، سو اسے غور سے سنو! بے شک وہ لوگ جنھیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، ہرگز ایک مکھی پیدا نہیں کریں گے، خواہ وہ اس کے لیے جمع ہو جائیں اور اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے وہ اسے اس سے ہرگز چھڑا نہ پائیں گے۔ کمزور ہے مانگنے والا اور وہ بھی جس سے مانگا گیا۔ (الحج: ۷۳)۔

بتوں سمیت تمام معبودان باطلہ ملکر بھی ایک مکھی پیدا نہیں کر سکتے، پھر آخر کیونکر انہیں عبادت کی جائے؟ ایک مکھی جو کہ ایک چھوٹی سی اور حقیر مخلوق ہے؟ ان سے یہ مطالبہ نہیں کیا گیا کہ ایک ملک پیدا کر دیں، ایک پہاڑ ایک اونٹ یا گائے یا کوئی آدمی پیدا کر دیں بلکہ ایک مکھی پیدا کرنے کا مطالبہ کیا گیا، یہ اللہ کی طرف سے مشرکین کے معبودان کی عاجزی بتانا مقصود ہے، کہ جب یہ ایک مکھی پیدا نہیں کر سکتے تو آخر انکی پرستش اس ذات باری تعالی کے ساتھ کیوں کر کی جا سکتی ہے جو ہر چیز کا خالق ہے؟ چنانچہ جب وہ ایک معمولی مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے اسلئے وہ عبادت کے بھی مستحق نہیں ہیں۔

ارشاد باری تعالی ہے: (أَفَمَنْ يَخْلُقُ كَمَنْ لَا يَخْلُقُ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ) ترجمہ: تو کیا وہ جو پیدا

کرتا ہے، اس کی طرح ہے جو پیدا نہیں کرتا؟ پھر کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے۔(النحل:۱۷)۔

مزید ارشاد باری تعالی ہے:(وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ[20] أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ) ترجمہ: اور وہ لوگ جنھیں وہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں، وہ کچھ بھی پیدا نہیں کرتے اور وہ خود پیدا کیے جاتے ہیں۔[20] مردے ہیں، زندہ نہیں ہیں اور وہ نہیں جانتے کب اٹھائے جائیں گے۔(النحل:۲۱)۔

مزید ارشاد باری تعالی ہے:(قُلْ أَرَأَيْتُمْ شُرَكَاءَكُمُ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَرُونِي مَاذَا خَلَقُوا مِنَ الْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمَاوَاتِ أَمْ آتَيْنَاهُمْ كِتَابًا فَهُمْ عَلَى بَيِّنَتٍ مِنْهُ بَلْ إِنْ يَعِدُ الظَّالِمُونَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا إِلَّا غُرُورًا) ترجمہ: آپ کہیئے! کہ تم اپنے قرارداد شریکوں کا حال تو بتلاؤ جن کو تم اللہ کے سوا پوجا کرتے ہو۔یعنی مجھ کو یہ بتلاؤ کہ انہوں نے زمین میں سے کون سا (جزو) بنایا ہے یا ان کا آسمانوں میں کچھ ساجھا ہے یا ہم نے ان کو کوئی کتاب دی ہے کہ یہ اس کی دلیل پر قائم ہوں، بلکہ یہ ظالم ایک دوسرے سے نرے دھوکے کی باتوں کا وعدہ کرتے آتے ہیں۔(فاطر:۴۰)۔

مشرکین کبھی یہ دعوی نہیں کرسکتے کہ انکے معبودان نے ایک مکھی بھی پیدا کر دیا ہے، وہ کبھی بھی ایسا نہیں کرسکتے، حتی کہ ٹکنالوجی اور ماہرین کے اس دور میں بھی کوئی آج تک یہ دعوی نہیں کرسکا ہے، ایک انسان جہاز بنا سکتا ہے مگر ایک مکھی نہیں بنا سکتا کیونکہ یہ معبود الہی رب العالمین کی خاصیت ہے، وہی جسموں میں جان ڈالتا ہے۔اسی لئے عبادت کا بھی وہی مستحق ہے۔

ممکن ہے مشرکین یہ کہیں کہ ہم یہ نہیں کہتے کہ ہمارے معبودان اللہ کے ساتھ خالق ہیں، اللہ ہی تنہا خالق ہے، اور ہمیں اسکا اعتراف بھی ہے، البتہ ہم انہیں بزرگ ہستی مانتے ہیں، اسی لئے ہم صرف انہیں واسطہ اور سفارشی بناتے ہیں، اسی لئے ہم انکے لئے نذر و نیاز مانتے اور ذبیحہ کرتے ہیں، انکی قبروں کا

طواف اور اعتکاف کرتے ہیں، یعنی یہ انہیں صرف ایک واسطہ اور وسیلہ سمجھتے ہیں، مگر اللہ نے اسے بھی ایک مثال کے ذریعے باطل کردیا ہے، ارشاد باری تعالی ہے: (ضَرَبَ لَكُمْ مَثَلًا مِنْ أَنْفُسِكُمْ هَلْ لَكُمْ مِنْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ مِنْ شُرَكَاءَ فِي مَا رَزَقْنَاكُمْ فَأَنْتُمْ فِيهِ سَوَاءٌ تَخَافُونَهُمْ كَخِيفَتِكُمْ أَنْفُسَكُمْ كَذَلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ) ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ایک مثال خود تمہاری ہی بیان فرمائی، جو کچھ ہم نے تمہیں دے رکھا ہے کیا اس میں تمہارے غلاموں میں سے بھی کوئی تمہارا شریک ہے؟ کہ تم اور وہ اس میں برابر درجے کے ہو؟ اور تم ان کا ایسا خطرہ رکھتے ہو جیسا خود اپنوں کا، ہم عقل رکھنے والوں کے لئے اسی طرح کھول کھول کر آیتیں بیان کردیتے ہیں۔ (الروم: ۲۸)۔

جن تم یہ پسند نہیں کرتے ہو کہ تمہارے غلاموں میں سے کوئی تمہارا شریک بنے تو آخر تم یہ کیسے پسند ہوتے ہو کہ اللہ کے غلاموں میں سے کوئی اسکا شریک ہو؟ یعنی تم آخر کیسے جس چیز سے خود کو پاک کرتے ہو اسی سے اللہ کو متصف کرنا چاہتے ہو؟!!

یہ مشرکین عرب اپنے تلبیہ میں کہتے تھے: (لبيك لا شريك لا لبيك، الا شريكا هو لك، تملكه وما ملك)، تو اس وقت اللہ نے انکے لئے یہ مثال پیش کی تھی۔

وباللہ التوفیق، وصلی اللہ وسلم وبارک علی نبینا محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔



فہرست موضوعات

موضوعات	صفحہ